فتاویٰ امن پوری (قسط ۳۲۱)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

(سوال): درج ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❀ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا هَمَمْتُ بِقَبِيحٍ مِمَّا يَهُمُّ بِهِ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ إِلَّا مَرَّتَيْنِ مِنَ الدَّهْرِ كِلْتَاهُمَا عَصَمَنِي اللّٰهُ مِنْهُمَا، قُلْتُ لَيْلَةً لِفَتًى كَانَ مَعِي مِنْ قُرَيْشٍ بِأَعْلَى مَكَّةَ فِي غَنَمٍ لِأَهْلِنَا نَرْعَاهَا : أَبْصِرْ لِي غَنَمِي حَتّٰى أَسْمُرَ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ بِمَكَّةَ كَمَا يَسْمُرُ الْفِتْيَانُ، قَالَ : نَعَمْ، فَخَرَجْتُ، فَلَمَّا جِئْتُ أَدْنٰى دَارٍ مِنْ دُورِ مَكَّةَ سَمِعْتُ غِنَاءً، وَصَوْتَ دُفُوفٍ، وَمَزَامِيرَ، قُلْتُ : مَا هٰذَا؟ قَالُوا : فُلَانٌ تَزَوَّجَ فُلَانَةَ لِرَجُلٍ مِنْ قُرَيْشٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةً مِنْ قُرَيْشٍ، فَلَهَوْتُ بِذٰلِكَ الْغِنَاءِ، وَبِذٰلِكَ الصَّوْتِ حَتّٰى غَلَبَتْنِي عَيْنِي، فَنِمْتُ فَمَا أَيْقَظَنِي إِلَّا مَسُّ الشَّمْسِ، فَرَجَعْتُ إِلٰى صَاحِبِي، فَقَالَ : مَا فَعَلْتَ؟ فَأَخْبَرْتُهُ، ثُمَّ فَعَلْتُ لَيْلَةً أُخْرٰى مِثْلَ ذٰلِكَ، فَخَرَجْتُ، فَسَمِعْتُ مِثْلَ ذٰلِكَ، فَقِيلَ لِي مِثْلُ مَا قِيلَ لِي، فَسَمِعْتُ كَمَا

سَمِعْتُ، حَتّٰی غَلَبَتْنِي عَيْنِي، فَمَا أَيْقَظَنِي إِلَّا مَسُّ الشَّمْسِ، ثُمَّ رَجَعْتُ إِلٰی صَاحِبِي، فَقَالَ لِي : مَا فَعَلْتَ؟ فَقُلْتُ : مَا فَعَلْتُ شَيْئًا، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : فَوَاللّٰهِ، مَا هَمَمْتُ بَعْدَهُمَا بِسُوءٍ مِمَّا يَعْمَلُهُ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ، حَتّٰی أَكْرَمَنِي اللّٰهُ بِنُبُوَّتِهِ .

''اہل جاہلیت کی طرح میں نے کبھی ناپسندیدہ اُمور کا قصد نہیں کیا، سوائے دو مرتبہ کے، ان سے بھی اللہ تعالیٰ نے مجھے بچالیا۔ میں اور ایک قریشی نوجوان بالائی مکہ میں گھر والوں کی بکریاں چراتے تھے، میں نے اس نوجوان سے کہا: میری بکریوں کا دھیان رکھنا، دوسرے لڑکوں کی طرح میں بھی یہ رات مکہ میں بسر کرنا چاہتا ہوں۔ اس جوان نے کہا: جی ٹھیک ہے، تو میں وہاں سے نکلا، جب مکہ کے قریب پہنچا، تو میں نے گانے، دَف اور مزامیر کی آواز سنی، میں نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ لوگ کہنے لگے: فلاں قریشی آدمی کی فلاں قریشی عورت سے شادی ہے۔ میں بھی اس گانے اور آواز میں مشغول ہوا، تو مجھ پر نیند غالب آ گئی اور سو گیا، میری آنکھ اسی وقت کھلی، جب سورج طلوع ہو چکا تھا۔ میں اپنے ساتھی کے پاس واپس گیا، اس نے پوچھا کہ کیا ہوا؟ میں نے سارا قصہ کہا۔ پھر ایک رات میں نے ایسا ہی کیا، میں (بکریاں ساتھی کے حوالے کر کے) وہاں سے نکلا، تو اسی طرح کی آواز سنی، تو مجھے وہی بات بتائی گی، جو پہلے بتائی گئی تھی۔ تو پہلے کی طرح میں پھر آواز سننے لگا، حتیٰ کہ مجھ پر نیند غالب آ گئی اور مجھے سورج کی کرنوں نے ہی بیدار کیا، پھر اپنے ساتھی کے پاس واپس لوٹ

آیا، اس نے پوچھا: کیا ہوا؟ میں نے کہا: میں نے کچھ نہیں کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو) فرمایا: اللہ کی قسم! ان دو دفعہ کے بعد میں نے کبھی اہل جاہلیت کی طرح کسی ناپسندیدہ چیز کا ارادہ نہیں کیا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے نبوت سے سرفراز کر دیا۔''

(صحيح ابن حبان: 6272)

جواب: سند ضعیف ہے۔ محمد بن عبد اللہ بن قیس بن مخرمہ مجہول الحال ہے، اسے صرف امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ''الثقات: ۷/۳۸۰'' میں ذکر کیا ہے۔ محمد بن عبد اللہ بن قیس کو بخاری و مسلم کا راوی قرار دینا خطا ہے، ان کی کوئی روایت صحیح بخاری یا صحیح مسلم میں نہیں۔

سوال: کیا نبی کریم ﷺ بچپن میں برہنہ ہوئے؟

جواب: سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْقُلُ مَعَهُمُ الْحِجَارَةَ لِلْكَعْبَةِ وَعَلَيْهِ إِزَارُهُ، فَقَالَ لَهُ الْعَبَّاسُ عَمُّهُ : يَا ابْنَ أَخِي، لَوْ حَلَلْتَ إِزَارَكَ فَجَعَلْتَ عَلٰى مَنْكِبَيْكَ دُونَ الْحِجَارَةِ، قَالَ : فَحَلَّهُ فَجَعَلَهُ عَلٰى مَنْكِبَيْهِ، فَسَقَطَ مَغْشِيًّا عَلَيْهِ، فَمَا رُئِيَ بَعْدَ ذٰلِكَ عُرْيَانًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''رسول اللہ ﷺ لوگوں کے ساتھ خانہ کعبہ کی تعمیر کے لیے پتھر اٹھا کر لے جاتے تھے، آپ نے ازار پہنا ہوا تھا، چچا عباس نے کہا: بھتیجے! اگر آپ اپنا ازار کھول کر اسے کندھے پر پتھر کے نیچے رکھ لیں، آپ ﷺ نے ایسا کیا، تو غشی کھا کر گر گئے، اس کے بعد آپ ﷺ عریان نظر نہیں آئے۔''

(صحیح البخاري : 364، صحیح مسلم : 340)

یہ نبی کریم ﷺ کے بچپن کا واقعہ ہے۔ جب آپ ﷺ نے چچا عباس رضی اللہ عنہ کے کہنے پر ایسا کیا، تو اللہ تعالیٰ نے کرامۃً آپ پر غشی طاری کر دی۔ اس کے بعد آپ ﷺ کبھی عریاں نہیں ہوئے۔ اس بنا پر حدیث پر اعتراض کرنا درست نہیں۔

(سوال): کیا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا پر رشک کرتی تھیں؟

(جواب): سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا پر رشک کرتی تھیں، کیونکہ نبی کریم ﷺ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا ہر موقع پر تذکرہ کرتے تھے۔

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

مَا غِرْتُ عَلٰی أَحَدٍ مِّنْ نِسَاءِ النَّبِيِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مَا غِرْتُ عَلٰی خَدِيجَةَ، وَمَا رَأَيْتُهَا، وَلٰكِنْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ ذِكْرَهَا، وَرُبَّمَا ذَبَحَ الشَّاةَ ثُمَّ يُقَطِّعُهَا أَعْضَاءً، ثُمَّ يَبْعَثُهَا فِي صَدَائِقِ خَدِيجَةَ، فَرُبَّمَا قُلْتُ لَهٗ : كَأَنَّهٗ لَمْ يَكُنْ فِي الدُّنْيَا امْرَأَةٌ إِلَّا خَدِيجَةُ، فَيَقُولُ : إِنَّهَا كَانَتْ، وَكَانَتْ، وَكَانَ لِي مِنْهَا وَلَدٌ .

”نبی کریم ﷺ کی کسی بیوی پر میں نے اتنی غیرت نہیں کھائی، جتنی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا پر کھائی، حالانکہ میں نے انہیں دیکھا تک نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا بہت زیادہ تذکرہ کیا کرتے تھے۔ جب کبھی کوئی بکری ذبح کرتے، تو اس کے کچھ حصے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کو بھیجتے۔ کئی بار تو میں نبی کریم ﷺ کو کہہ دیتی کہ (مجھے تو) لگتا ہے کہ آپ کی دنیا

میں صرف ایک ہی بیوی ہے اور وہ ہے خدیجہ۔تو نبی کریم ﷺ فرماتے: خدیجہ تو خدیجہ تھیں، اللہ نے مجھے اُن سے اولاد دی ہے۔''

(صحيح البخاري : 3818، صحيح مسلم : 2435)

(سوال): کیا نبی کریم ﷺ نے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے رہتے کوئی دوسری شادی کی؟

(جواب): جب تک سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا زندہ رہیں، نبی کریم ﷺ نے کوئی دوسری شادی نہ کی۔آپ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد کئی شادیاں کیں۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

لَمْ يَتَزَوَّجِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى خَدِيجَةَ حَتّٰى مَاتَتْ.

''سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات تک نبی کریم ﷺ نے دوسری شادی نہیں کی۔''

(صحيح مسلم : 2436)

یہ روایت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت پر واضح دلیل ہے،آپ کی وفا شعاری اس قدر تھی کہ آپ رضی اللہ عنہا کے ہوتے ہوئے نبی کریم ﷺ نے دوسری شادی نہ کی۔

(سوال): کیا اہل عرب زمانہ جاہلیت میں اپنی اولاد کو قتل کرتے تھے؟

(جواب): اہل عرب میں بعض جاہل اور ظالم اپنی اولادوں کو بھی قتل کر دیتے تھے۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَكَذٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيرٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ قَتْلَ أَوْلَادِهِمْ شُرَكَاؤُهُمْ﴾

(الأنعام : ۱۳۵)

''اسی طرح مشرکوں کے لیے ان کے شرکاء نے اپنی ہی اولاد کو قتل کرنا مزین کر دیا تھا۔''

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِذَا الْمَوْءُ ودَةُ سُئِلَتْ، بِأَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ﴾(التّكوير : ٨-٩)

’’جب زندہ درگور (بچی) سے پوچھا جائے گا، کس گناہ کی پاداش میں اسے قتل کیا گیا؟‘‘

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

إِذَا سَرَّكَ أَنْ تَعْلَمَ جَهْلَ الْعَرَبِ، فَاقْرَأْ مَا فَوْقَ الثَّلَاثِينَ وَمِائَةٍ فِي سُورَةِ الْأَنْعَامِ : ﴿قَدْ خَسِرَ الَّذِينَ قَتَلُوا أَوْلَادَهُمْ سَفَهًا بِغَيْرِ عِلْمٍ﴾(الأنعام : ١٤٠)

’’اگر آپ اہل عرب کی جہالت جاننا چاہتے ہیں، تو سورت انعام میں ایک سو تیس (۱۳۰) نمبر آیت سے آگے تلاوت کرلیں، فرمان الٰہی ہے: ﴿قَدْ خَسِرَ الَّذِينَ قَتَلُوا أَوْلَادَهُمْ سَفَهًا بِغَيْرِ عِلْمٍ﴾(الأنعام : ١٤٠) ’’یقیناً وہ لوگ خسارے میں ہیں، جنہوں نے بیوقوفی کرتے ہوئے بغیر علم کے اپنی ہی اولاد کو قتل کر دیا۔‘‘

(صحيح البخاري : 3524)

سوال: کیا نبی کریم ﷺ کو بعثت سے قبل کسی پتھر سے سلام کیا؟

جواب: نبی کریم ﷺ کو نبوت سے پہلے بعض پتھر سلام کرتے تھے، نبی کریم ﷺ اسے جانتے پہنچانتے تھے۔

❁ سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنِّي لَأَعْرِفُ حَجَرًا بِمَكَّةَ كَانَ يُسَلِّمُ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ أُبْعَثَ إِنِّي لَأَعْرِفُهُ الْآنَ .

''میں مکہ میں ایک پتھر کو جانتا ہو، جو میرے نبی بننے سے پہلے مجھے سلام کرتا تھا، میں اسے ابھی بھی پہچانتا ہو۔''

(صحیح مسلم : 2277)

یہ نبی کریم ﷺ کا معجزہ تھا۔

۞ حافظ نووی رحمہ اللہ (۶۷۶ ھ) فرماتے ہیں:

فِيهِ مُعْجِزَةٌ لَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''یہ نبی کریم ﷺ کا معجزہ تھا۔''

(شرح مسلم : 36/15)

سوال: کیا امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ قبروں سے تبرک حاصل کرتے تھے؟

جواب: قبروں سے تبرک لینا جائز نہیں، ان کا احترام واجب ہے۔ امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ بھی قبروں کا احترام کرتے تھے، ان کے آداب کو ملحوظ رکھتے تھے، عاجزی وانکساری کے ساتھ دعا کرتے تھے۔

۞ ابوبکر، محمد بن مؤمل بن حسین بن عیسیٰ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

خَرَجْنَا مَعَ إِمَامِ أَهْلِ الْحَدِيْثِ، أَبِي بَكْرِ بْنِ خُزَيْمَةَ، وَعَدِيْلِهِ أَبِي عَلِيٍّ الثَّقْفِيِّ، مَعَ جَمَاعَةٍ مِّنْ مَّشَائِخِنَا، وَهُمْ إِذْ ذَاكَ مُتَوَافِرُوْنَ، إِلٰى زِيَارَةِ قَبْرِ عَلِيِّ بْنِ مُوْسَى الرِّضَا بِطُوْسَ، قَالَ : فَرَأَيْتُ مِنْ تَعْظِيْمِهِ، يَعْنِي ابْنَ خُزَيْمَةَ، لِتِلْكَ الْبُقْعَةِ،

وَتَوَاضُعِهِ لَهَا، وَتَضَرُّعِهِ عِنْدَهَا، مَا تَحَيَّرْنَا .

''ہم امامِ اہل حدیث، ابوبکر بن خزیمہ رحمہ اللہ کے ساتھ نکلے۔ ان کے ہم رُکاب ابوعلی ثقفی اور مشائخ کی ایک بڑی جماعت ان کے ہمراہ تھی۔ ہم سارے اکٹھے ہو کر طوس میں علی بن موسیٰ رضا کی قبر کی طرف گئے۔ میں نے امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ کو زمین کے اس ٹکڑے کی تعظیم کرتے دیکھا اور اس قبر کے سامنے ان کی عاجزی اور انکساری دیکھ کر ہم حیران رَہ گئے تھے۔''

(تهذيب التّهذيب لابن حَجَر : 388/7، وسندهٗ حسنٌ)

زیارتِ قبور کے وقت آداب کو ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے۔ اگر قبروں کے احترام کو تعظیم کا نام دیا جائے، تو یہ جائز ہے، امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ اس قبر کے پاس عاجزی وانکساری کے ساتھ دعا کر رہے ہوں گے، نہ کہ اس قبر سے تبرک حاصل کر رہے تھے، کیونکہ دورانِ زیارت قبروں سے تبرک جائز نہیں، نہ قبر والوں سے دُعا ومناجات مشروع ہے۔

امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ نے اہل بیت کے ایک فرد کی قبر کی زیارت کی، نیز قبر پر دعا بھی کی، یقیناً یہ دعا صاحب قبر کے لیے تھی، نہ کہ اپنے لیے۔

اس واقعہ سے کسی طرح یہ ثابت نہیں ہوتا ہے کہ نیک لوگوں کی قبروں پر دعا زیادہ قبول ہوتی ہے، نہ امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ اس کے قائل تھے۔ اگر ایسا ہوتا، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر سب سے زیادہ حق دار تھی کہ آپ کی قبر پر اسلاف اُمت دعا کی اجابت کی غرض سے دعائیں کرتے، جبکہ یہ ثابت نہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے علاوہ کسی نبی کی قبر کا علم نہیں دیا گیا، اگر قبروں سے فیض حاصل ہوتا، تو انبیا کی قبریں کا علم دیا جاتا، جبکہ ان کا تعین معلوم نہیں۔

❀ محدث عبدالعزیز بن احمد ابو محمد کتانی رحمہ اللہ (466ھ) فرماتے ہیں:

لَمْ يَتَّفِقِ الْمُسْلِمُونَ عَلٰى مَعْرِفَةِ عَيْنِ قَبْرِ نَبِيٍّ وَّصَحَابِيٍّ غَيْرِ قَبْرِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَبْرِ صَاحِبَيْهِ أَبِي بَكْرٍ وَّعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا .

''مسلمان کسی نبی یا صحابی کی قبر کی تعیین پر متفق نہیں ہوئے، سوائے رسول اللہ ﷺ اور جناب ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے قبروں کے۔''

(تاریخ ابن عساکر : 418/2)

❀ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (728ھ) فرماتے ہیں:

لَمْ يَثْبُتْ سِوٰى قَبْرِ نَبِيِّنَا .

''ہمارے نبی ﷺ کی قبر کے علاوہ کسی نبی کی قبر کا تعین ثابت نہیں۔''

(مختصر الفتاوی المصرية، ص 218)

❀ حافظ عراقی رحمہ اللہ (806ھ) فرماتے ہیں:

لَيْسَ فِي قُبُورِ الْأَنْبِيَاءِ مَا هُوَ مُحَقَّقٌ سِوٰى قَبْرِ نَبِيِّنَا .

''انبیا کی قبروں میں سے کوئی ایسی نہیں، جس کے بارے میں بالیقین کہا جا سکے کہ یہ فلاں نبی کی قبر ہے، سوائے رسول اللہ ﷺ کی قبر کے۔''

(طرح التّثريب : 303/3)

❀ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ (1014ھ) لکھتے ہیں:

إِنَّهٗ لَمْ يَثْبُتْ تَعْيِينُ قَبْرِ أَحَدٍ مِّنَ الْأَنْبِيَاءِ غَيْرِ قَبْرِ نَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''نبی کریم ﷺ کی قبر کے سوا کسی نبی کی قبر کو یقینی طور پر متعین نہیں کیا جا سکتا۔''

(المَشرَب الوَردي في تحقيق مذهب المَهدي، ص 33)

❁ علامہ اسماعیل حقی حنفی (۱۱۲۷ھ) نے لکھا ہے:

لَا يَصِحُّ قَبْرُ نَبِيٍّ بِعَيْنِهٖ سِوٰى قَبْرِ نَبِيِّنَا عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ.

''نبی کریم ﷺ کی قبر کے سوا کسی نبی کی قبر کا تعین ثابت نہیں۔''

(روح البَيان :299/1)

❁ شیخ حماد انصاری رحمہ اللہ (1418ھ) فرماتے ہیں:

مِنَ الْجَدِيرِ بِالذِّكْرِ أَنَّ عُلَمَاءَ السَّلَفِ أَجْمَعُوا عَلٰى أَنَّهٗ لَا يُعْرَفُ قَبْرُ نَبِيٍّ بِعَيْنِهٖ إِلَّا قَبْرُ نَبِيِّنَا عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ، كَمَا ذَكَرَ ذٰلِكَ شَيْخُ الْإِسْلَامِ فِي قَاعِدَةِ التَّوَسُّلِ وَالْوَسِيلَةِ وَكِتَابِ الْفُرْقَانِ بَيْنَ أَوْلِيَاءِ الرَّحْمٰنِ وَأَوْلِيَاءِ الشَّيْطَانِ.

''سلف اس بات پر اجماع کر چکے ہیں کہ کسی نبی کی قبر کی تعیین نہیں ہو سکتی، سوائے رسول اللہ ﷺ کی قبر کے، جیسا کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اپنی کتاب قَاعِدَةُ التَّوَسُّلِ وَالْوَسِيلَةِ اور اَلْفُرْقَانُ بَيْنَ أَوْلِيَاءِ الرَّحْمٰنِ وَأَوْلِيَاءِ الشَّيْطَانِ میں ذکر کیا ہے۔''

(المَجموع في ترجمة العلامة المحدث الشّيخ حماد الأنصاري :320/1)

تابعین، تبع تابعین اور ائمہ دین سے قطعا ثابت نہیں کہ وہ نبی کریم ﷺ یا صحابہ کی قبروں سے فیض کے قائل ہوں یا وہاں حصول فیض کے لیے جاتے ہوں۔

سوال: قبر نبوی کی زیارت کی فضیلت میں مروی روایات کا کیا حکم ہے؟

(جواب): زیارت قبر نبوی کی فضیلت میں مروی روایات ساری کی ساری ضعیف وغیر ثابت ہیں۔

❁ امام عقیلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

الرِّوَايَةُ فِي هٰذَا الْبَابِ فِيهَا لِينٌ .

''اس باب میں مروی تمام روایات ضعیف ہیں۔''

(الضّعفاء الكبير : 4/170)

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

اَلْأَحَادِيثُ الَّتِي رُوِيَتْ فِي زِيَارَةِ قَبْرِهٖ ضَعِيفَةٌ، بَلْ مَوْضُوعَةٌ .

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی زیارت کے حوالہ سے مروی تمام روایات ضعیف بلکہ من گھڑت ہیں۔''

(الرّدّ على البكري : 253)

❁ حافظ ابن عبد الہادی رحمہ اللہ (۷۴۴ھ) فرماتے ہیں:

لَيْسَ فِيهَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ، بَلْ كُلُّهَا ضَعِيفَةٌ وَّاهِيَةٌ، وَقَدْ بَلَغَ الضُّعْفُ بِبَعْضِهَا إِلَى أَنْ حَكَمَ عَلَيْهِ الْأَئِمَّةُ الْحُفَّاظُ بِالْوَضْعِ .

''ان میں سے کوئی ایک بھی حدیث صحیح نہیں، بلکہ یہ ساری کی ساری ضعیف اور کمزور ہیں، بلکہ بعض کا ضعف تو اتنا شدید ہے کہ ان پر ائمہ دین وحفاظ نے من گھڑت ہونے کا حکم لگایا ہے۔''

(الصّارم المُنكي في الردّ على السُّبكي : 21)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

طُرُقُ هٰذَا الْحَدِيثِ كُلُّهَا ضَعِيفَةٌ .

''اس حدیث کی ساری سندیں ضعیف ہیں۔''

(التّلخيص الحبير : 267/2)

(سوال): درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَسُبُّوا وَرَقَةَ فَإِنِّي رَأَيْتُ لَهُ جَنَّةً أَوْ جَنَّتَيْنِ .

''ورقہ کو برا نہ کہیں، میں نے اس کی ایک یا دو جنتیں دیکھی ہیں۔''

(مسند البزّار [كشف الأستار] : 2750، المستدرك للحاكم : 4211)

(جواب): سند ضعیف ہے۔

① مرسل ہے، اس کا مرسل ہونا ہی درست ہے، اسے موصول بیان کرنا خطا ہے، جیسا کہ امام دارقطنی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے۔

(عِلَل الدّارقطني : 3495)

② محمد بن خازم ابو معاویہ ضریر کا عنعنہ ہے۔ ابو معاویہ کی ہشام بن عروہ سے بعض مضطرب روایات ہیں۔

❀ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے ابو معاویہ ضریر کی ہشام بن عروہ سے روایت کے متعلق پوچھا گیا، تو فرمایا:

فِيهَا أَحَادِيثُ مُضْطَرِبَةٌ، يَرْفَعُ مِنْهَا أَحَادِيثَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''ان میں کئی مضطرب احادیث ہیں، ان میں سے بعض احادیث کو ابو معاویہ

نے نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب کر دیا ہے۔''

(مسائل أبي داود : 1906)

سوال: درج ذیل روایت بلحاظ سند کیسی ہے؟

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَا زَالَتْ قُرَيْشٌ كَاعَّةً حَتّٰى تُوُفِّيَ أَبُو طَالِبٍ .

''ابو طالب کی وفات تک (کفار) قریش مسلسل بزدلی کا شکار رہے۔''

(المستدرك للحاكم : 4243، دلائل النّبوة للبيهقي : 349/2)

جواب: اس کی سند حسن ہے۔ اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کے چچا ابو طالب آپ ﷺ کا دفاع کرتے تھے، ان کی وفات تک کسی قریشی کو جرأت نہ ہوئی کہ وہ نبی کریم ﷺ کو کھلے عام ستا سکے۔

سوال: درج ذیل واقعہ کی سند کیسی ہے؟

❀ سیدنا عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

جَاءَ تْ قُرَيْشٌ إِلٰى أَبِي طَالِبٍ، فَقَالُوا : إِنَّ ابْنَ أَخِيكَ يُؤْذِينَا فِي نَادِينَا وَفِي مَجْلِسِنَا فَانْهَهُ عَنْ أَذَانَا، فَقَالَ لِي : يَا عَقِيلُ ائْتِ مُحَمَّدًا، قَالَ : فَانْطَلَقْتُ إِلَيْهِ ...... فَأَتَيْنَاهُمْ، فَقَالَ أَبُو طَالِبٍ : إِنَّ بَنِي عَمِّكَ زَعَمُوا أَنَّكَ تُؤْذِيهِمْ فِي نَادِيهِمْ وَفِي مَجْلِسِهِمْ فَانْتَهِ عَنْ ذٰلِكَ فَحَلَّقَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبَصَرِهِ إِلَى السَّمَاءِ، فَقَالَ : مَا تَرَوْنَ هٰذِهِ الشَّمْسَ؟

قَالُوا : نَعَمْ، قَالَ : مَا أَنَا بِأَقْدَرَ عَلٰى أَنْ أَدَعَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ عَلٰى أَنْ تُشْعِلُوا مِنْهَا شُعْلَةً، فَقَالَ أَبُو طَالِبٍ : مَا كَذَّبْنَا ابْنَ أَخِي قَطُّ فَارْجِعُوا .

''قریش کے لوگ ابو طالب کے پاس آئے اور کہنے لگے: آپ کا بھتیجا ہمیں ہماری ہی مجلسوں میں تکلیف پہنچاتا ہے، اسے منع کیجئے۔ ابو طالب نے مجھے کہا: عقیل! محمد (ﷺ) کو بلایئے، میں آپ ﷺ کی طرف گیا۔ ......ہم حاضر ہوئے، تو ابو طالب نے کہا: (اے محمد ﷺ!) آپ کے چچا زاد کہتے ہیں کہ آپ انہیں ان کی محفلوں میں اذیت دیتے ہیں، ایسا نہ کیا کریں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے آسمان کی طرف نظر دوڑائی اور پوچھا: کیا سورج کو دیکھ رہے ہیں؟ کہنے لگے: جی۔ فرمایا: اگر تم مجھے سورج کا انگارا بھی لا کر دو، میں تب بھی یہ (دعوت) نہیں چھوڑ سکتا۔ تو ابو طالب نے کہا: میرے بھتیجے نے کبھی غلط بیانی نہیں کی، لہٰذا تم واپس چلے جاؤ۔''

(مسند البزّار : 2170، مسند أبي يعلى : 6804، المستدرك للحاكم : 6467)

(جواب): اس کی سند حسن ہے۔

(سوال): ذیل کی روایت کا کیا حکم ہے؟

❁ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَيْسَ الْخَبَرُ كَالْمُعَايَنَةِ .

''خبر معائنہ اور مشاہدہ کی طرح نہیں ہوتی۔''

(مسند الإمام أحمد :1/215)

(جواب): سند صحیح ہے۔ اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (۶۲۱۳) ''صحیح'' قرار دیا ہے، امام حاکم رحمہ اللہ (۳۲۵۰) نے بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے موافقت کی ہے۔ حافظ ابن عبد الہادی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

(الكلام على أحاديث مختصر ابن الحاجب، ص 236)

(سوال): درج ذیل روایت بلحاظ سند کیسی ہے؟

حُكْمِي عَلَى الْوَاحِدِ حُكْمِي عَلَى الْجَمَاعَةِ .

''میرا ایک پر حکم لگانا، ساری جماعت پر حکم ہے۔''

(جواب): بے سند ہے۔

❁ حافظ عراقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا أَصْلَ لَهٗ بِهٰذَا اللَّفْظِ .

''ان الفاظ کے ساتھ بے اصل ہے۔''

(تخريج أحاديث المِنهاج : 293)

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَمْ أَرَ بِهٰذَا قَطُّ سَنَدًا .

''مجھے اس کی سند کا علم نہیں۔''

(تُحفة الطّالب، ص 245)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا قَدِ اشْتَهَرَ فِي كَلَامِ الْفُقَهَاءِ وَالْأُصُولِيِّينَ، وَلَمْ نَرَ فِي كُتُبِ الْحَدِيثِ .

''یہ فقہا اور اصولیوں کے ہاں مشہور ہے، ہم نے اسے حدیث کی کتابوں میں

نہیں پایا۔''

(مُوافقة الخُبر الخَبر :527/1)

حافظ سخاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ لَهٗ أَصْلٌ كَمَا قَالَهُ الْعِرَاقِيُّ فِي تَخْرِيجِهٖ وَسُئِلَ عَنِ الْمِزِّيِّ وَالذَّهَبِيِّ فَأَنْكَرَاهُ.

''یہ بے اصل روایت ہے، جیسا کہ حافظ عراقی نے تخریج احادیث المنھاج میں کہا ہے۔ حافظ مزی اور حافظ ذہبی رحمہما اللہ سے پوچھا گیا، تو انہوں نے اس کا انکار کیا۔''

(المَقاصد الحسنة، ص 312)

سوال: کیا ابوجہل نے نبی کریم ﷺ کو قتل کرنے کی خواہش کی؟

جواب: جی ہاں۔(صحیح بخاری:۴۹۵۸)

سوال: کیا نبی کریم ﷺ نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی صحابی کے قدموں کی چاپ جنت میں سنی؟

جواب: جی ہاں۔ سیدہ اُم سلیم رضی اللہ عنہا کے قدموں کی چاپ بھی جنت میں سنی۔

(صحيح مسلم : 2456)

سوال: عبدعلی نام رکھنا کیسا ہے؟

جواب: عبدعلی نام رکھنا حرام ہے۔ یہ واضح شرک ہے۔ عبدالعلی نام رکھا جاسکتا ہے، کیونکہ ''العلی'' اللہ تعالیٰ کا نام ہے۔

سوال: ذکر کی فضیلت میں مروی اس روایت کا کیا حکم ہے؟

❁ سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرِ اَعْمَالِكُمْ وَاَرْضَاهَا عِنْدَ مَلِيكِكُمْ، وَاَرْفَعِهَا فِي دَرَجَاتِكُمْ، وَخَيْرٍ لَكُمْ مِنْ إِعْطَاءِ الذَّهَبِ وَالْوَرِقِ، وَمِنْ اَنْ تَلْقَوْا عَدُوَّكُمْ فَتَضْرِبُوا اَعْنَاقَهُمْ، وَيَضْرِبُوا اَعْنَاقَكُمْ؟ قَالُوا : وَمَا ذَاكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ : ذِكْرُ اللّٰهِ .

''سنئے! کیا میں آپ کو بہترین عمل کے متعلق نہ بتاؤں، جو رب کریم کے ہاں انتہائی پسندیدہ اور بلندی درجات کے لئے موزوں ترین ہے، سونا اور چاندی صدقہ کرنے سے افضل ہے، قتال میں دشمن کو قتل کرنے اور شہید ہونے سے بہتر ہے، صحابہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول وہ کون سا عمل ہے؟ فرمایا: اللہ کا ذکر۔''

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَا عَمِلَ امْرُؤٌ بِعَمَلٍ اَنْجٰى لَهٗ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ .

''ذکر الٰہی سے بڑھ کر عذاب الٰہی سے نجات دہندہ کوئی عمل نہیں۔''

(مسند الإمام أحمد : 195/5؛ سنن الترّمذي : 3377؛ سنن ابن ماجه : 3790)

جواب: اس کی سند حسن ہے۔ اسے امام حاکم رحمہ اللہ نے (496/1) ''صحیح الاسناد'' اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔ حافظ ہیثمی رحمہ اللہ (مجمع الزوائد: 73/10) اور حافظ بوصیری رحمہ اللہ (اتحاف الخیرۃ المہرۃ: 372/6) نے اس کی سند کو ''حسن'' کہا ہے۔

سوال: قرآن فہمی کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: قرآن کریم کا حفظ، فہم، عمل اور تبلیغ ضروری ہے۔ ان کے بغیر کوئی چارہ

نہیں۔ اُمت کی عافیت اسی میں ہے کہ قرآن کریم کے ساتھ جڑی رہے۔

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

حَاجَةُ الْأُمَّةِ مَاسَّةٌ إِلٰی فَهْمِ الْقُرْآنِ.

''اُمت کی حاجت فہم قرآن پر منحصر ہے۔''

(مقدمة في أصول التّفسير، ص 7)

قرآن فہمی کے لیے اسلاف کے علم پر بھروسا کیا جائے گا، اہل سنت کی کتابوں اور تفاسیر سے استفادہ ضروری ہے۔ مارکیٹ میں بعض ایسی تفسیریں ہیں، جو گمراہی اور ضلالت سے اَٹی پڑی ہیں، ان سے اجتناب ضروری ہے، غیر اہل حدیث کی تفسیر درحقیقت تفسیر نہیں، بلکہ تاویل ہے، کیونکہ علم نبوت کے وارث صرف اور صرف محدثین اور ان کے پیروکار ہیں۔

(سوال): کیا ضماد ازدی جھاڑ پھونک کرتے تھے؟

(جواب): ضماد ازدی رضی اللہ عنہ قبول اسلام سے پہلے جھاڑ پھونک کرتے تھے، قریش کے کہنے پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی دَم کرنے آئے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام سنا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کر کے مشرف بہ اسلام ہو گئے۔

(صحيح مسلم: 868)

(سوال): کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام کے لیے دعا کی؟

(جواب): جی ہاں۔ (مسند احمد: ۲/ ۹۵، وسندہ حسن)

(سوال): درج ذیل روایت کی سند کیا ہے، نیز کا مفہوم کیا ہے؟

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنَّ امْرَأَتِي

لَا تَمْنَعُ يَدَ لَامِسٍ قَالَ : غَرِّبْهَا قَالَ : أَخَافُ أَنْ تَتْبَعَهَا نَفْسِي، قَالَ : فَاسْتَمْتِعْ بِهَا .

''ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: میری بیوی فسق کا ارتکاب کرتی ہے، فرمایا: اسے چھوڑ دیں، عرض کیا: مجھے لگتا ہے کہ میں اسے بھلا نہیں پاؤں گا، فرمایا: پھر اس سے فائدہ اٹھاتے رہیں۔''

(سنن أبي داود : 2049)

جواب: سند حسن ہے۔

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ حَدِيثٌ صَحِيحٌ مَشْهُورٌ .

''یہ مشہور صحیح حدیث ہے۔''

(تهذيب الأسماء واللّغات : 130/4)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''حسن صحیح'' کہا ہے۔

(الكلام على حديث : إن إمرأتي لا ترد يد لامس، ص1)

❁ نیز سند کو ''صحیح'' بھی کہا ہے۔

(التّلخيص الحبير : 225/3)

❁ حافظ سخاوی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''حسن صحیح'' کہا ہے۔

(الأجوبة المرضية : 535/2)

اس حدیث کا صحیح اور درست مفہوم یہ ہے کہ اس عورت کو غیر محرم مردوں سے گفتگو کی عادت تھی، اس کے شوہر کو یہ اچھا نہیں لگتا تھا، تب انہوں نے نبی کریم ﷺ سے شکایت کی،

تو آپ ﷺ نے اسے طلاق کا فرمایا، صحابی نے عرض کیا کہ میں اسے پسند کرتا ہوں، میں اسے بھول نہیں پاؤں گا، تو فرمایا: اسے طلاق نہ دیں، بلکہ اس سے متمتع ہوتے رہیں۔

سوال: کیا قریش نے نبی کریم ﷺ اور مسلمانوں سے بائیکاٹ کیا؟

جواب: جی ہاں، قریش نے نبی کریم ﷺ اور مسلمانوں سے مکمل سوشل بائیکاٹ کر دیا تھا، ان سے نکاح اور خرید و فروخت ترک کر دی تھی۔

(صحيح البخاري : 1590، صحيح مسلم : 1314)

سوال: کیا نبی کریم ﷺ نے دوس قبیلہ کے لیے ہدایت کی دعا کی؟

جواب: نبی کریم ﷺ نے دوس قبیلہ کے لیے ہدایت کی دعا کی۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

قَدِمَ طُفَيْلُ بْنُ عَمْرٍو الدَّوْسِيُّ وَأَصْحَابُهُ، عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالُوا : يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّ دَوْسًا عَصَتْ وَأَبَتْ، فَادْعُ اللّٰهَ عَلَيْهَا، فَقِيلَ : هَلَكَتْ دَوْسٌ، قَالَ : اَللّٰهُمَّ اهْدِ دَوْسًا وَأْتِ بِهِمْ .

طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی نبی کریم ﷺ کے یہاں تشریف لائے اور عرض کیا: اللہ کے رسول! قبیلہ دوس نے نافرمانی کی ہے اور (اسلام قبول کرنے سے) انکار کر دیا ہے، آپ اللہ سے ان کے متعلق بددعا کر دیں، لوگوں نے سمجھا کہ اب دوس ہلاک ہو جائے گا، مگر نبی کریم ﷺ نے یہ دعا کی: ”اللہ! دوس قبیلہ کو ہدایت دے اور انہیں (میرے پاس) لے آ۔“

(صحيح البخاري : 2937، صحيح مسلم : 2524)